جلد ۳ | مطبوعہ ۵ اپریل ۱۹۱۲ء مطابق ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۳۰ھ | نمبر ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحق دہلی

امرتسری اہلحدیث کا رنگ بدلنا اور روغن بادام چینے میں چھپانا

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

ناظرین الحق سے یہ امر مخفی نہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو اس عاجز نے جو چیلنج مباحثہ اُن کے دعاوی باطلہ مندرجہ اخبار اہلحدیث مورخہ ۹ فروری ۱۹۱۲ء کی بنا پر الحق میں دیا تھا۔ مولوی صاحب نے یکم مارچ کے اہلحدیث میں اصل چیلنج سے منہ موڑ کر اپنے دعاوی مذکورہ کو چھوڑ کر خود ہی ایک جدید مبحث قرار دیکر اور ہماری پیشکردہ شرائط مباحثہ میں کمی و بیشی و ترمیم کرکے مباحثہ پر آمادگی ظاہر فرمائی تو ہم نے آپ کا مدلل اور مسکت جواب الحق ۸ مارچ میں دیدیا۔ اور انعامی رقم میں پچاس روپیہ کا اضافہ بھی منجانب اخویم محمد عمر الدین صاحب پیش کر دیا۔ دو ہفتہ تک تو فاضل امرتسری الحق کی تردید سوچتے رہے یا روغن بادام کا تجربہ کرتے رہے۔ اب تیسرے ہفتہ ۲۲ مارچ کے اہلحدیث میں اپنی بدمذاقی کا "قادیانی مذاق" کے عنوان سے قابل مضحکہ اظہار کیا۔ ہم حیران ہیں کہ کس تدبیر سے ایک مولوی فاضل اور مناظر بےمثل۔ ایڈیٹر بےبدل کو دعوے و دلیل میں فرق کرنا بتائیں۔ ہم دن کی کہتے ہیں تو جناب والا رات کی سمجھتے ہیں۔ ہم واقعات پیش کرتے ہیں تو آپ غیر متعلق امورات سے جواب دیتے ہیں۔ اور پھر اس پر دون کی لیتے ہیں کہ احمدی تو مباحثات سے ہمیشہ فرار کر جاتے ہیں۔ اب ہم استحضار مضمون کے لئے مختصراً یہ بتاتے ہیں کہ ہم نے کیا چیلنج دیا اور مولوی فاضل نے کس طرح قبول کیا وغیرہ وغیرہ

ہمارا چیلنج مباحثہ

"ہم محض خدا کے فضل پر بھروسہ کرکے نہایت دلیری اور جرات کے ساتھ مولوی ثناء اللہ صاحب کو چیلنج کرتے ہیں کہ اس "روغن بادام" یا مرکزی نقطہ پر جسکا دعا اہلحدیث ۹ فروری ۱۹۱۲ء میں کیا ہے بشرائط ذیل اس عاجز کے مقابلہ مباحثہ کر لیں اگر اس مباحثہ میں مولوی صاحب نے اپنے دعاوی مذکورہ صدر ثابت کر دئے جنکا خلاصہ یہ ہے کہ

(۱) ۵ اپریل والا اشتہار بحکم خداوندی مرزا صاحب علیہ السلام نے دیا تھا۔

(۲) خدا نے دعا مندرجہ اشتہار مذکور کی قبولیت کا الہام کر دیا تھا۔

(۳) احمدی مرزا صاحب علیہ السلام کی دعا کو قبول شدہ نہیں مانتے تو خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آپ کو اس دعوے میں صادق مان لونگا۔ اور حسب موقعہ کچھ نقدی بھی جس کی تعداد ایکصد روپیہ ہوگی بطور یادگار فتح آپ کو اسی جلسہ میں بلا عذر پیش کر دونگا۔ جسکو مباحثہ سے پہلے بتراضی فریقین کسی شخص کے پاس امانت رکھدیا جائیگا۔ اب اگر میں اس سے تخلف کروں تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا مورد ہونگا اور اگر آپ اس سے کوئی راہ گریز اختیار کریں تو آپ بھی اسی آیت کے وعید میں داخل ہونگے" بلفظہ الحق ۲۳ فروری ۱۹۱۲ء صفحہ ۲

ہمارا یہ چیلنج صاف اور صریح ہے اس میں کھلے طور پر امورات بحث طلب کا ذکر کر دیا ہے۔ اور ان امور متنازعہ یعنے مبحث کو ہم نے اپنی طرف سے نہیں تراشا بلکہ خود مولوی فاضل نے ہی احمدی مناظرات کی بڑی جانفشانی اور مدت مدید کے تجارب کے بعد اس کو مرکزی نقطہ سمجھکر "روغن بادام" کا [illegible] سے موسوم کیا ہے دیکھو اہلحدیث مورخہ ۹ فروری صفحہ ۳ کالم سوم و الحق مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۱۲ء صفحہ ۲۔ ایسے منطقی کا تو سب سے پہلا فرض ہونا چاہئے کہ اپنے مرکز کو سب کے سامنے خود پکڑ کر اور اپنے خانہ [illegible] کر کے حق دوستوں کو ہدایت کرتا ہو کہتا ہے کہ ہمارے دوست اس مرکزی نقطہ کو جس قدر مضبوط پکڑ بیٹھے ہیں [illegible] ہو گئے [illegible] کو اس مرکز کی مضبوطی اور روغن [illegible] ایک مرتبہ خود تجربہ دکھا دے تا کہ آئندہ وہ کم فہمی یا ناتجربہ کاری سے مرتبہ کے خلاف نہیں مرکز کو آگے یا پیچھے سے پکڑ کر یا روغن بادام کو اندازہ و مقدار سے کم و بیش پی کر بجائے نفع کے نقصان نہ اٹھائیں اور پھر موجد روغن کی مشتہرہ تاثیر سے برعکس اثر مخالف پا کر کچھ گر کو بھی صلواتیں سنائیں۔ اسی خیرخواہی عامہ کی غرض سے ہم نے مولوی صاحب کو عرض کیا تھا کہ آپ ذرا ایک جلسہ میں مرکز کو پکڑ کر اور روغن کو نوش فرما کر دکھائیں۔ اگر واقعی آپ کا [illegible] روغن مطابق اشتہار مورخہ ۹ فروری کے ثابت ہوا تو ہم ایک سو پچاس روپیہ انعام بھی (جو تین ... ہوچکا ہے)

دیں گے جس سے آپ آئندہ اس مفید اور زود اثر روغن بادام کے کثرت سے اشتہار بھی شایع کر سکیں اور اپنی ایجاد کو پیٹنٹ بھی کرا لیں۔ ہماری اس ہمدردی کا الٹا جواب نقل میں ملا جو درج ذیل ہے۔

اہلحدیث کا جواب

"مناظرہ صرف انہیں نمبروں پر ہوگا جو آپ نے اہلحدیث ۲۴ نومبر سے خود ہی نقل کئے ہیں جن کو ہم نے بھی شروع مضمون میں الحق سے نقل کیا ہے" اہلحدیث یکم مارچ ۱۹۱۲ء کالم سوم

ہمارا دعوے ×× یہ ہے (۱) جناب مرزا صاحب نے ۱۵ اپریل کو یہ دعا شایع کی تھی کہ ہم دونوں (مرزا صاحب اور خاکسار) میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں مرے (۲) مرزا صاحب کو عام طور پر خدائے ذوالجلال نے فرمایا تھا کہ میں تیری سب دعائیں قبول کرونگا۔ سوائے اس دعا کے جو تیرے قریبی رشتہ داروں کے حق میں ہوگی (۳) خاص اس معاملہ میں یعنے ۱۵ اپریل کی دعا کے متعلق خدا نے قبولیت کا وعدہ کیا تھا" اہلحدیث کالم ۳ صفحہ اول

یہ ہے امرتسری مناظر کا جواب باوجودیکہ ہم نے اُن کے دعوون کو کھولکر بتا دیا تھا اور ان کا وہ نام بھی جو فاضل صاحب نے تجویز کیا تھا لکھدیا تھا (جسکی بلفظہ نقل ہم اوپر کر آئے ہیں) اس پر آپ نے پہلو بدلکر اور ہمارے چیلنج کو نامنظور کرکے بحر فون الکلم عن مواضعہ کا عملی ثبوت دیدیا ہے۔

میں اوس غیور خدا کی طرف امرتسری فاضل اور انجمن صادقین کے سکرٹری کو توجہ دلاتا ہوں کہ اگر وہ واقعی خدا پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں تو بتلا دیں کہ میں نے ۲۴ نومبر والے مندرجہ بالا تین سوالوں کو آپکا دعوے قرار دیکر ان پر مباحثہ کے لئے چیلنج دیا تھا یا "روغن بادام" پر؟ اور نیز میں اوس مسلمان صاحب دی قرآن ہونیکے مدعی اور کسی خفیہ انجمن مجاہدین نام کے سکرٹری سے بھی پوچھتا ہوں کہ کیا تمہارے ہیرو نے الحق کا چیلنج مباحثہ منظور کیا ہے یا اوس سے گریز اور صریح فرار۔ افسوس ہے اوس نمبری اور متعصب نادان انسان پر جو بدیہیات کا انکار کرے اور بیہودہ پن سے غلیظ جھوٹ بولکر کہے کہ امرتسری اہلحدیث نے الحق کا چیلنج مباحثہ منظور کرلیا ہے۔

ہمارا جواب الجواب

ہم نے جب ایڈیٹر اہلحدیث کی فراری اور اصلی دعوے سے دست برداری دیکھی تو ۸ مارچ کے الحق میں ایسا مسکت خصم جواب الجواب زیر عنوان "فاضل امرتسری کا مباحثہ سے فرار" لکھا جو سچ مچ مسکت ہی خدا کے فضل سے ثابت ہوا اس مضمون میں علاوہ دلائل فرار بیان کرنے کے جن شرائط مباحثہ کو امرتسری نے ترمیم کیا تھا اونمین نمبر ۳ کی ترمیم میں ایزادی اور نمبر ۵ کی ترمیم میں شرط کی توضیح کرکے شرط نمبر ۱۱ کے متعلق نمایاں تحریف دکھا کر مکرر پوری شرط نقل کرکے منظور کرنے کی درخواست کی اور شرط نمبر ۱۲ پر جسکو میر مجلسوں کے متعلق فاضل مولوی جی سمجھ بیٹھے تھے ایسی مدلل بحث کی جس نے جناب والا کو نہایت ہی شرمندہ کیا اور آپ نے دبی زبان سے اوسکو تسلیم کرلیا اور جو شرط نمبر ۲ مولوی صاحب نے ایزاد کی تھی اوسکو نمایاں فرار کیلئے نص صریح کہا تھا جو درج ذیل ہے۔

اہلحدیث کے فرار پر نص صریح

ایڈیٹر اہلحدیث نے جب یہ شرط اپنی طرف سے ایزاد کی کہ مناظرہ صرف انہی نمبروں پر ہوگا جو آپ نے اخبار اہلحدیث ۲۴ نومبر سے نقل کئے ہیں۔ تو ہم نے اوسکو نمایاں فرار پر قطعی دلیل گردانکر لکھا یہ نص صریح کہ امرتسری فاضل نے ہمارے چیلنج کو نامنظور کرکے اپنے اصلی دعوے سے دست برداری دیدی۔ کیا امرتسری مولوی کے فرار میں اب بھی کوئی شک کرسکتا ہے۔ ہمارا چیلنج تو ۹ فروری کے اہلحدیث کی بنا پر ہے جسکو ہم نے چیلنج کے نیچے بھی اور شرائط میں بھی لکھدیا ہے اوس کو تو فاضل جی چھوتے بھی نہیں بجائے اسکے ۲۴ نومبر والے سوالات کو قابل بحث قرار دیتے ہیں" الحق مورخہ ۸ مارچ ۱۹۱۲ء صفحہ ۱۰ اور مولوی صاحب کی پہلی شرط کی جس میں حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ سے اجازت نامہ مہری و دستخطی حاصل کرکے ہمکو مباحثہ کرنے کے واسطے آنیکی ہدایت فرمائی تھی لغویت ثابت کرکے لکھدیا تھا کہ ایڈیٹر اہلحدیث کے ہدایت کے مطابق ایسے اجازت نامہ کی ضرورت نہیں بلکہ ہمکو اپنی کامیابی اور نصرت آلہی کے موعود ہونیکی خاطر ایک دینی خدمت میں اجازت حاصل کرنی ضرور ہے جسکو ہم انشاء اللہ حاصل کرکے ہی اس لسانی و قلمی جہاد میں آپ کے سامنے آئینگے اور مضمون کے آخر میں مکرر عرض کردیا تھا کہ مناظرہ ہمیشہ مختلف فیہ امور میں ہوا کرتا ہے نہ کہ مسلمات و بدیہیات میں اور ۲۴ نومبر والے سوالات میں سے نمبر اول و دوم سے تو ہمکو نہ کسی احمدی کو انکار ہے تو پھر اون میں مباحثہ کے کیا معنے امور متنازعہ تو کذب صریح میں جنکا آپکو دعوے ہے اور ہمیں اس سے قطعاً انکار اور وہی ہیں جن پر ہم نے آپ کو چیلنج دیا ہے اور یہاں پھر لکھدیتے ہیں ۹ فروری کے اہلحدیث میں آپکے تین دعوے ہیں۔

(۱) مرزا صاحب نے بحکم خداوندی ۱۵ اپریل کو ایک اشتہار دیا۔

(۲) خدا نے الہامی طور پر جواب دیا کہ میں نے تمہاری دعا قبول فرمالی

(۳) مرزا صاحب کے (ضدی) مرید کہتے ہیں یہ دعا قبول نہیں ہوئی

آپ کے ان ہر سہ دعاوی کو ہم محض جھوٹ۔ نری بے علمی خالص جہالت نری دہوکا دہی مپوری بیحیائی سمجھتے ہیں اسلئے ایسا دعوے کرنیوالے کو سہ بارہ

چیلنج دیتے ہین کہ وہان باطل دعوون کو اگر ثابت کر دے تو ایکسو پچاس روپیہ نقد انعام حاصل کرے" الحق ۸ مارچ ۱۲ء صفحہ ۱ اس سے آگے یہ لکھا کہ ایڈیٹر اہلحدیث نے ہمارا سارا مضمون نہین تو کم از کم اصل چیلنج جسکو تحریف کر کے جوابی مضمون مین نقل نہین کیا تھا اب ہمارے ہی الفاظ مین نقل کر کے اپنے ناظرین تک پہونچا یگا۔ اور اس چیلنج کی منظوری سے معہ شرط نمبر ۱ و ۲ و دیگر امور مستفسرہ کے ۱۷ مارچ تک اطلاع دیگا تاکہ لدہانہ مین اہتمام جلسہ کیا جاوے۔" الحق مذکور۔ اس کا جواب بجائے منظوری یا تردید شرائط وغیرہ کے نہ ۱۷ نہ ۲۲ مارچ کے اہلحدیث مین دیا۔ بڑی سوچ بچار کے بعد ۲۹ مارچ کو دیا جو حسب ذیل ہے اور بین قوسین ہمارے ریمارک ہین:۔

ایڈیٹر اہلحدیث کا جواب الجواب

قادیان کے جوشیلے رکن منشی قاسم علی دہلوی نے ۱۷ فروری سنہ حال کو مناظرہ کا چیلنج دیا اور شرائط بھی خود ہی تجویز کردین (تو کیا شرائط تجویز کرنیکے لیے بغیر میرے یا آپ کے پارلیمنٹ کے ممبر ہونے چاہئین تھے، اور مجھے اجازت دی کہ مین کمی بیشی یا ترمیم کرنی چاہون تو کرون (پھر اس فضول فقرہ کی کہ شرائط بھی خود ہی تجویز کر دین کیا ضرورت تھی) اسلئے مین نے بھی ایک شرط بڑہا دی (اس غلط بیانی سے آپ اپنی کمزوری اور فرار پر پردہ ڈالنا چاہتے ہین یا کچھ اور حالانکہ دو شرطین بڑہائی تھین پہلی نے آپ کا عجز اور دوسری نے گریز ثابت کیا) کہ آپ اپنے خلیفہ نورالدین صاحب سے اجازت نامہ لیکر پیش کرین ××× مگر افسوس ہمارے مخاطب منشی قاسم علی نے اسکو ناپسند کیا بلکہ اس شرط کے پیش کرنے کو ہمارا فرار قرار دیا (اسکو کذب صریح اگر کہا جاوے تو کچھ بیجا نہ ہوگا الحق موجود ہے اوسمین سے وہ تمام عبارت نقل کرو جس مین ہم نے اس شرط کو ہی تمہارے فرار کی دلیل گردانا ہو؟ ہم نے حصول اجازت کو برا سمجھا یا ناپسند کیا۔ مولوی صاحب مین نے تو سنا ہے کہ آپ دوسرون سے جھوٹ نہ بولنے کی بیعت لیا کرتے ہین پس جو دوسرون کو ناروا ہے وہ خود بدولت کو کیسے پسندیدہ اور روا ہو گیا) ہم بتلاتے ہین یہ شرط ہم نے کیون لگائی تھی؟ عرصہ ہوا بدر قادیان مین ایک ہدایت نامہ درباره مباحثات بنام مرزائیان شایع ہوا تھا (جسمین) خلیفہ صاحب نے جماعت مرزائیہ کو ہدایت فرمائی (تھی کہ) وہ شرائط خود فیصل نہ کرین (ایڈیٹر صاحب یہ بھی آپ نے معمول کے مطابق غلط بیانی کی ہے، بدر ۵ اکتوبر ۱۱ء مین جو شرائط ہین وہ حضرت خلیفۃ المسیح کی جانب سے نہین بلکہ اخویم مفتی صاحب سلمہ الرحمن ایڈیٹر بدر نے بار بار مباحثات کے تجربون سے معلوم کر کے لکھی ہین تاکہ غیر احمدی علماء جو عموماً مناظرہ سے جان چرا کر بیجا عذر و حیلے کیا کرتے ہین آئندہ مقید و پابند ہو کر گریز نہ کیا کرین ۔ اور وہ شرائط عام ہین جس سے مناظرین سلسلہ عالیہ مستثنیٰ ہین کیونکہ وہ خود تجربہ کار ہین اور مخالفین کے حیلون سے بخوبی واقف جیسا کہ آپ نے خود میری شرائط پیشکردہ سے محسوس کر لیا ہے کہ آپ کے تمام راستے مین نے حتی الوسع مسدود کر دیے ہین پس ان شرائط کا تعلق میرے اس خاص "روغن بادام" والے مباحثہ کرنے سے نہین) تاریخ بھی (خود) مقرر نہ کرین۔ (منشی قاسم علی نے تاریخ مقرر کی (تاریخ خود بخود مقرر کرنے کی ہدایت صرف اسلئے ہے کہ مناظرہ کرنیوالے اگر قادیان شریف سے بھیجے جاوین تو ممکن ہے اون تاریخون مین وہ بوجہ کسی معروفیت کے نہ جا سکین [illegible] تاریخ نہ مقرر کرنیکی درج ہے پس میرا مباحثہ اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ اس مین کسی دیگر مناظر نے قادیان سے نہین آنا مین نے بذات خود مباحثہ کرنا ہے مصنف مقرر کرنا بیہودگی ہے۔ منشی قاسم علی نے یہ بیہودہ پن کیا کہ منصف مقرر کیے (یہ شرط بھی اون مباحثات کے متعلق ہے جنکا عقائد کے ساتھ علاقہ ہے۔ بیشک عقائد کے متعلق جو مباحثات ہون اون مین کسی حکم یا ثالث کی ضرورت نہین مگر میرا مباحثہ عقائد کے متعلق نہین بلکہ واقعات کی بنا پر ہے جسمین ثالث مقرر کرنا عین انصاف ہے۔ تعجب کہ آپ سیاہ و سفید مین تمیز نہین کر سکتے۔ کجا وہ مباحثہ جو در بارہ عقائد مذہبی تھا اور کہان یہ مناظرہ جو ایک جھوٹ شریر کی انکشاف کے لیے ہو جس مین واقعات سے ثبوت و تردید کرنی ہے۔ دونون مین جو فرق بین ہے اسکو اہل عقل و علم بخوبی سمجھتے ہین آپ اگر کسی مصلحت سے نہ سمجھین تو یہ آپکا بیہودہ پن ہے) غرض منشی قاسم علی کی ساری کارروائی خلیفہ قادیانی کی ہدایت کے برخلاف تھی (غرض آپکا سارا جواب علم و عقل کے مخالف ہے۔ میری کوئی کارروائی اپنے امام کے خلاف نہین اگر خلاف تھی تو یکم مارچ کے اہلحدیث مین کیون اسی عذر بیجا کو آپ نے آڑ بنا کر اپنی مخلصی نہ چاہی یہ سننے بعد از جنگ ہے جو برکلہ خود باید زد لہذا خطرہ تھا کہ نہین وقت پر فرار کر جاتے (یہ خطرہ آپ کو کیون ہوا ہمارا وقت پر فرار ہونا تو آپکے لیے موجب فرحت اور باعث کامیابی ہوتا اور مفت مین بغیر زحمت اٹھائے ملک ہاتھ آتا۔ نیز حسب اقرار خود مندرجہ الحق ۱۶ فروری ۱۲ء اس تخلف سے ہم مورد لعنۃ اللہ علی الکاذبین ٹھہرتے برعکس اسکے ابتو فرار کا بار بار اظہار سرکار والا تبار کی طرف سے ہو رہا ہے پس ع

تجھکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

اسلئے ہم نے (یہ شرط لگائی تھی اور) لکھا کہ باجازت خلیفہ صاحب آدین (یہ دروغ بیفروغ یکم مارچ والی وجہ سے جو بدراست لاحق حال آنجناب ہوئی ہے اس کو چھپانیکی غرض سے تراشا گیا ہے۔ کیونکہ یکم مارچ کے

اہلحدیث میں اس شرط کی وجہ آپ نے یہ فرمائی تھی کہ "میں نہ عالم ہوں اور نہ مولوی اسلئے یہ مناظرہ بوجہ میری بے علمی کے قادیانی مشن میں فیصلہ کن ہوگا اس سے پہلے مجھے اپنے خلیفہ کا اجازت نامہ مجلس میں پیش کرنا ہے" ۱۳ مارچ کے الحق میں جب آپ کی اس وجہ موجہ کا جسکی بنا بے علمی تھی ناقابل تردید جواب دیا گیا۔ تو الحمدللہ کہ آپ اس کی تردید پر تو قادر نہ ہو سکے۔ اپنی غلطی کو تسلیم کر کے یہ دوسری گفتگو شروع کی جو پہلی سے بھی بدتر ہے۔ مگر احمدیت کو بار بار چھپانے کی بے سود و لاحاصل کوشش آپ جو کر رہے ہیں اسکو عقلا سمجھ گئے ہیں اور آیندہ اور بھی اچھا سمجھ جائینگے کہ نہ پہلی وجہ اس اجازت نامہ کیلئے موزوں تھی نہ دوسری وجہ مناسب ہے در اصل یہ سب تجربہ کی باتیں ہیں اور کچھ نہیں) اب سنئے ہمارے دل کی۔ میں آپکی جملہ شرائط جو میری ذات خاص کے متعلق ہیں تسلیم کرتا ہوں (واہ حضرت! کیا دل کی سمائی ہے جو بالکل مہمل اور بے معنے ہے جس سے معلوم بھی نہیں ہوتا کہ جملہ شرائط سے امورات مندرجہ نمبر ۲ مراد ہیں یا شرط نمبر ۵ جسکو آپ نے تحریف سے نقل کیا تھا مراد ہے یا شرط نمبر ۳ کی ترمیم میں جو بزادی مناسب ہم نے کی تھی وہ مراد ہے یا شرط نمبر ۱۵ کی تشریح مراد ہے ایسا بے جوڑ و الحل فقرہ ایک مولوی فاضل کی زبان سے نکلتا دیکھکر تعجب ہوتا ہے۔ جناب والا! آپ براہ مہربانی ۸ مارچ کے الحق کے مطابق مفصل اقرار یا انکار کریں کہ آیا آپ کو ان شرائط کے ساتھ جو ۱۲ فروری و ۸ مارچ کے الحق میں مندرج ہیں یہ مباحثہ کرنا آتا ہے یا نہیں؟ اور ہمارا اصلی چیلنج جو ۱۲ فروری کے اہلحدیث کی بنا پر "روغن بادام" کے متعلق ہے قبول (ہے یا نہیں؟) البتہ یہ کہتا ہوں کہ منصفوں کو حلف دینے کا قاعدہ نہیں (وہ کونسی آیت یا حدیث ہے جس میں منصفوں کو قسم دینے کی ممانعت ہے ذرا نقل تو کیجئے) تاہم اگر وہ اس شرط کو منظور کریں گے تو مجھے بھی اس انکار پر اصرار نہیں (اگر اصرار نہیں تو پھر انکار کیوں ہے آپ اس معاہدہ پر دستخط کریں منصفوں کو لازمی طور پر ہمارے معاہدہ کی پابندی کرنی پڑیگی بصورت ثانی وہ منصف ہی نہیں ہو سکتے۔ جب ایک مسلمان کچھ ہی حلفیہ فیصلہ دینے سے انکار کرے گا تو وہ اسکو منصف ہی کیوں بنائینگے۔ ہم بغیر منصف ہی آپ کو قسم دلا کر مبلغ تین سو روپیہ دیدینگے۔ بشرطیکہ بموجب تفصیل شرط نمبر ۴ و شرط نمبر ۱۵ اسکے تا اختتام ہوگی۔ سچی ہم آپ سے بھی کہ شرط نمبر ۳ جو ثابت ہے۔ آپ کیوں چھپتے ہیں۔ ہمارا حوصلہ نہیں دیکھتے کہ ہم صرف آپ کی قسم پر ہی اتنی کثیر رقم تین سو روپیہ کی دینے پر طیار ہیں۔ اور آپ کی ناکامیابی پر آپ سے کچھ نہیں چاہتے) مناظر کا حلف اٹھانا تو بالکل فضول ہے (کیوں فضول ہے یہ تو نہایت معقول ہے کیا جسکے ذریعہ تین سو روپیہ نقد ہاتھ آتا ہے وہ امر فضول ہو سکتا ہے۔ ایک ذرا سی زبان کی حرکت سے جو مبلغ برصداقت دعویٰ ہو کون امر مانع ہے کیا آپ نہیں جانتے کہ اہلحدیث کانفرنس کی سرخی دیکر اسی پرچہ میں آپ نے لکھا ہے۔ فی الحرکۃ برکۃ۔ پس اس سے زیادہ آپ کے لئے کون سی حرکت بابرکت ہو سکتی ہے جو تین سو دلوائے) ایک تو وہ دلائل دے دوم وہ منصف بنے۔ سوم قسم کھائے (واقعی یہ دلیل قسم نہ کھانے کی نہایت ہی معقول ہے کہ مدعی ہو کر دلائل دیگا تو بڑا احسان ہم پر کریگا۔ پھر وہ کیوں قسم کھائے اور دوہرا عذاب اٹھائے۔ مولوی جی! مناظر کا قسم کھانا تو بجائے منصف کی عدم تقرری میں لازم ہوگا جو حلفیہ فیصلہ دینے پر آمادہ نہ ہوں اور اگر منصف غیر مسلم ہو تو نہ اوسکو قسم کھلائی جاویگی نہ آپ کو۔ پس یہ مغالطہ دینے کہ مناظر کو باوجود منظوری منصف کے قسم کھانا پڑیگی ایسا نہیں۔ قسم آپ کو اوسی صورت میں دیجاویگی جبکہ مسلم ثالث قسم کھانے پر آمادہ نہ ہو۔ آپ نہ گھبرائیں۔ اور یہی قسم سے شرمائیں) البتہ منصفوں کا فیصلہ منظور ہوگا (اگر منصف مسلم ہو تو اوسکا حلفیہ فیصلہ اور غیر مسلم کا بغیر حلف ہی منظور ہوگا۔ اور بصورت نہ ہونے کسی منصف کے مناظر کا قسم کھا کر فیصلہ دینا ہی قابل تسلیم ہوگا۔ ورنہ نہیں) پس آپ حسب اقرار مبلغ صہ روپیہ دہلی یا لدھیانہ میں کسی معتبر آدمی کے پاس جمع کرا کر مجھے اطلاع دیں (روپیہ کے لینے کو تو آپ کے منہ میں پانی بھر آتا ہے مگر مباحثہ سے فرار پر فرار کیا جاتا ہے۔ حضرت! پہلے مباحثہ کا اصلی چیلنج اور شرائط تو منظور کیجئے تاکہ لدھیانہ پہونچکر تین دن واپس آنا اور آپ کو فرار کر جانا نہ پڑے۔ مولوی صاحب! اب تو کیصد نہیں بلکہ تین صد جس کو ہم آپکے راستے لدھیانہ میں پہونچکر قبل از مباحثہ ایسی جگہ جہاں پر فریقین کو اطمینان ہو جمع کرا دینگے۔ اور اسکا دوبارہ اقرار ۸ مارچ کے الحق میں بھی ہم نے شایع کر دیا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اگر مباحثہ سے پہلے یہ رقم جمع نہ کر دیں تو آپ قدم بھی قیامگاہ سے مکان مناظرہ کی طرف نہ اٹھائیں بلکہ اسکو ہی اپنی فتح منائیں۔ کہ روپیہ جمع نہیں ہوا) میں اپنی فرصت دیکھکر تاریخ تعین پر آجاؤنگا (فرصت دیکھنا چہ معنے۔ آپ فرصت کو پہلے ہی دیکھ بھال لیں اور مجھے خود تاریخ مقرر کر کے اطلاع دیں اور الحق ۸ مارچ کے مطابق مفصل جواب استفسار کا تحریر فرماویں۔ نیز وقت تحریر پرچہ ڈیڑہ گھنٹہ اور وقت مباحثہ تعین کر کے حسب تحریر راقم مندرجہ ۸ مارچ صفحہ ۵ کالم اول جوابدیں پھر بندہ کو حاضر پائیں۔ انشاء اللہ)

آخری التماس

جناب ایڈیٹر صاحب اہلحدیث اب براہ مہربانی طول فضول اور عذرات نامعقول کو چھوڑئے اور سیدھے سیدھے جواب باصواب لکھئے کہ آیا میرا چیلنج مندرجہ الحق ۱۶ فروری سنہ ۱۲ صفحہ ۴ کالم اول سطر ۱۹ لغایت ۳۱ منظور ہے یا نہیں؟ شرط نمبر ۳ و نمبر ۱۵ و نمبر ۱۱

دفعہ ۶ و ۱۲ و نمبر ۱۷ کے متعلق جو الحق ۸ مارچ مین لکھا گیا ہے وہ منظور ہے یا
نہین؟ اور بعد منظوری تعیین تاریخ و وقت سے اطلاع دیجئے۔ مکان کا
انتظام قریباً ہو گیا ہے۔ جواب۔ آنے پر اطلاع دونگا۔ روپیہ کا آپ فکر نہ
کرین وہ قبل مباحثہ جمع ہوجائیگا انشاءاللہ

دونو کے نفع کی التجا

آپ "مرزائی" ہمکو نہ لکھا کرین۔ کیونکہ یہ نام نہ ہم نے نہ ہمارے امام علیہ السلام نے
رکھا ہے اور شرافت و انسانیت کا تقاضا یہ ہونا چاہیے کہ جس نام کو
کوئی قوم یا گروہ اپنے لئے خود پسند کرے اسی نام سے اسکو خطاب
کیا جاوے۔ ایسا ہی آپ نے ایک تصنیف مین جسکا نام "اہلحدیث کا
مذہب" ہے لکھا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مین بھی آپ کو اہلحدیث یا غیر مقلد
کے نام سے خطاب کرونگا۔ جن نامون کو آپ نے اپنے لیے اخبار و
رسالہ جات مین خود پسند فرمایا ہے اگر آپ اسکی پابندی نہ کرینگے تو
ہمکو بھی اشتہار پر عمل کرنا پڑیگا مگر آیندہ کے لئے شرط ہے پہلا قرضہ آپ کا
اس سے مستثنیٰ ہے جسکی ادائیگی احمدی کے ذمہ ہے انشاءاللہ

مہدی جابر

نمبر ۲

گذشتہ نمبر مین ہم نے یہ بتایا تھا کہ جس مہدی کا آجکل عموماً نام کے
مسلمانون کو سخت انتظار ہو رہا ہے وہ ایک خیالی وجود ہے نہ کہ حقیقی۔ آج
ہم یہ دکھاتے ہین کہ اس عقیدہ کی بنا کن مضبوط روایتون پر ہے۔ مولویون نے بہت
زیادہ اور صفت خور صوفیون نے کچھ کم اُسی مہدی کے حالات پر کتابین
بنائی ہین۔ جنکا مضمون قریب قریب یہی ہے کہ آخری زمانہ مین ایک
مہدی آئیگا۔ جو اسلام کو تلوار سے پھیلائیگا اور دنیا بھر مین اپنا سکہ چلائیگا۔
ہندوستان کے بادشاہون کے گلے مین رسی ڈالکر اسکے روبرو پیش کیا جائیگا
کاڈیلا سے خیر اگر سنہ ۲۰ کے دوران مین ہی آگئے تو تمام ہندو مہاجون مہاراجون کا
خدا حافظ ہے اور خصوصاً گورنمنٹ برطانیہ کا جو ہندوستان کی بادشاہ
ہے خدا اسکو ہمیشہ سلامت رکھے کیا حشر ہوگا؟ نہ کوئی حاجتمند محتاج اوس
کے زمانہ مین نظر آئیگا نہ مخالف مذہب رہنا پائیگا۔ آسمان کثرت سے پانی
برسائیگا۔ زمین کی پیداوار سے غلہ بے حد بڑھ جائیگا۔ سانپون اور بچھوون کو
بچون سے مخلصانہ محبت ہوگی ان کی فطرت ایسی بدل جائیگی کہ بچے سانپون
اور بچھوون سے کھیلا کرینگے۔ مگر وہ ان کو نہ کاٹین گے نہ ضرر پہنچا سکینگے۔
غالباً یہ کھیل اسلئے ہوگا کہ اسوقت ولایت کے کھلونے جو آجکل نئی نئی طرز کے
نکل آتے ہین بوجہ غلبہ مہدی بند ہوجائینگے۔ کیونکہ یا تو بجبر ان کھلونے
سازون کو مسلمان کیا جائیگا جس سے پھر تصاویر کا بنانا مجبوراً عہد
مہدی مین انہین چھوڑنا پڑیگا یا وہ تلوار کے گھاٹ اتار دئے جائینگے غرض
ان دونون صورتون مین سے ایک ضرور ہوگی تبھی تو سانپون سے بچے کھیل
کر اپنا گذارا کرینگے۔ اگرچہ بچون کے والدین بڑی تکلیف مین پڑینگے
کہ ہر روز نئے نئے سانپ اور بچھو اپنے بچون کیلئے بازارون مین
تلاش کرتے پھرا کرینگے۔ ممکن ہے کہ سانپون وغیرہ کی تجارت بڑھ جائے
اور بازارون مین بہت سی دوکانین صرف سانپ اور بچھوؤن کی ہی کھل
جائین۔ لیکن ان روایتون مین محض بچون کو سانپون کے نہ کاٹنے کا ذکر
ہے اگر خدانخواستہ والدین اور دوکاندارون کو جو سانپ بچھو بیچنے والے
ہونگے سانپون نے کاٹا تو معلوم اونکو بھی سانپ کا زہر اثر کریگا یا نہین
ہان یاد آگیا جبکہ سانپون کی فطرت ہی بدل جائیگی تو پھر وہ کسی کو بھی
نہ کاٹین گے۔ اور اگر کوئی شخص ایسی روایات کی تاویل کرنے لگے تو وہ
پہلے یہ سمجھ لے کہ حقیقت سے مجاز کی طرف جانے کا اُسے کیا حق ہے۔
المنصوص تحمل علی ظواہرہا یعنے نص اپنے ظاہر پر حمل کیجائیگی۔ کے خلاف
اسکا عمل نہ ہو ورنہ دوسری باتون مین بھی تاویل کی گنجائش اور مجازی معنی کرنیکا
حق سب کو حاصل ہوگا۔ مختصر یہ کہ مہدی منتظر کا دور دورہ ایسا عجیب یا غریب
اور بے مثال ہوگا کہ جب سے دنیا آباد ہوئی ہے تب سے نہ کسی نبی کے
وقت ایسا امن ہوا۔ خود امام الرسل فخر المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ مین یہ امن اور راحت و آسائش ہوئی جو خاص مہدی کے
وقت ہوگی۔ علاوہ ازین مہدی منتظر کے سپرد دو خدمتین اور بھی ہین اول
صلیبون کو توڑ توڑ کر ڈھیر کر دینگے دوم سوٴرون کو قتل کیا کرینگے۔ خنزیرون
کا قتل گویا خاص آپ کے لئے ہے۔ ابتداء دنیا سے مخصوص کیا گیا تھا۔
جسکے لئے بہت بڑا محکمہ آپکو قائم کرنا پڑیگا۔ اور اس محکمہ مین نصاب اور معزز
عہدہ دار خاص علما وقت اور صوفیا زمانہ ہی ہونگے کیونکہ یہ کام جیسا مقدس
ہے اوسکے لئے ویسے ہی مقدس نفوس بھی ہونے چاہئین۔ مہدی
ظہور کے وقت تیس پینتالیس سالہ یا چالیس سالہ ہونگے آپ اولاد حسن
سے ہونگے آپ اولاد حسین سے ہونگے آپ اولاد فاطمہ سے ہونگے آپ اولاد
عباس سے ہونگے آپ ایک امتی ہونگے آپ کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا آپ کا
نام احمد بن عبداللہ ہوگا۔ آپ کا لقب مہدی ہوگا۔ آپ کا لقب جابر ہوگا۔
آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہوگی آپ کی کنیت ابوالقاسم ہوگی آپ کی ولادت
مدینہ مین ہوگی آپ کی ولادت بلاد مغرب مین ہوگی آپ کی ولادت ایک گاؤن

کہ عہد نامہ مین ہوگی مقام ہجرت آپ کا بیت المقدس ہوگا آپ کی ہجرت گاہ مدینہ ہوگا آپ کا لباس دو رنگدار چادرین ہونگی آپ ایک سفید عبا اوڑہے ہوئے ہونگے آپ کا رتبہ بعض انبیاء سے اور ابو بکرؓ اور عمرؓ سے بہی افضل ہوگا۔ عیسیٰ ابن مریم آپ کے مقتدی ہونگے آپ خلیفۃ اللہ ہونگے نہ خلیفۃ الرسول آپ کی مدد کو تین ہزار فرشتے آسمان سے آوینگے۔ جبرئیل و میکائیل فرشتے آپ کے کمان افسر ہونگے۔ جبرئیل و میکائیل چار ہزار فرشتے لیکر آپ کی مدد کو آئینگے۔ آپکے دشمن علماء مقلدین ہونگے جو آپکی تکفیر و تکذیب کرینگے اور قتل کے منصوبے باندہینگے آپکے دشمن علماء غیر مقلدین ہونگے جو آپکو مخرب و محرف قرآن وغیرہ کہینگے آپ پانچ برس۔ سات برس۔ نو برس یا ۱۹ برس ۲۴ برس۔ ۳۰ برس۔ ۴۰ برس زمین پر قیام کرینگے۔ بعد نزول مسیح آپ نو برس رہینگے۔ پہر وفات پائینگے۔ مسلمان آپکا جنازہ پڑہینگے۔ یہ مہدی آخر زمانہ مین ہونگے مہدی اور عیسیٰ ابن مریم ایک زمانہ مین ہونگے۔ مہدی وسط زمانہ مین ہونگے۔ عیسیٰ ابن مریم آخر زمانہ مین ہونگے۔ مہدی ایک دوسرا شخص ہے اور مسیح ابن مریم دوسرا۔ مہدی کوئی دوسرا نہین مسیح ابن مریم ہی مہدی ہے۔ مہدی کا ظہور چودہوین صدی کا سرا ہے جسکی انتہا پچیس سال تک شروع صدی سے ہوتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

یہ ہے خلاصہ اون روایات مختلفہ کا جنمین مہدی کے متعلق واقعات ایک دوسرے سے خلاف مندرج ہین اور مزا یہ ہے کہ ان روایتون مین سے ایک بہی روایت نہ اصح نہ صحیح ہے نہ بخاری و مسلم مین ہے جو صحیحین کے نام سے مشہور ہین اسلئے ان پر جداگانہ بحث کی ضرورت نہین۔ انکی تردید خود انہین ہی موجود ہے جو بروے قاعدہ عقلی اذا تعارضا تساقطا۔ کسی دیگر دلیل کی حاجت نہین۔ اتنا بڑا عظیم الشان انسان جسکی نظیر نہ انبیاء مین نہ خلفاء مین نہ اولیاء مین موجود ہو اسکے لئے نہ قرآن مجید مین پیشینگوئی پائی جاوے نہ احادیث صحیحہ مین۔ کیا ان روایات متضادہ پر ایسے بڑے عقیدہ کی بنا بجز مخبوط الحواس انسان کے کوئی سلیم العقل کہہ سکتا ہے ہ حالانکہ عقاید ہمیشہ نصوص مرتبہ صحیحہ سے ثابت ہوتے ہین نہ کہ روایات ضعیفہ و موضوعہ سے اور مہدی کے آنیکا عقیدہ جن بنا پر تشین ہوئی ہے جو ایک بہی قابل اعتبار نہین۔ انشاء اللہ آیندہ نمبر مین ہم نشانات و علامات مہدی پر کچہہ لکہینگے۔

وطن ضرب زمیندار حاصل ضرب دو ہزار

آجکل مسلم اخبارون مین اس بحث سے بہت اوراق اور کالم سیاہ ہو رہے ہین کہ معزز ہمعصر ایڈیٹر زمیندار سے صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے روزانہ و ہفتہ وار پرچون کی ایک ایک ہزار کی ضمانت طلب کی ہے ضمانت کا طلب ہونا تہا کہ ایک اودہم مچگئی۔ ہر ایک نے اپنی اپنی رائے کا مخالف و موافق اظہار کیا اور حسب معمولی دستور کے مطابق دو فریق ایک دوسرے کی خند ایم ہوگئی۔ ایک جماعت نے وطن کا ساتہہ دیا اور کثیر گروہ نے زمیندار کا۔ اور بنا بر حمایت زمیندار کمیٹی نے یہ قرار دیا کہ وطن ادارات وغیرہ مسلم اخبارات نے غلط واقعات زمیندار کے خلاف لکہکر ضمانت کرائی ہے۔ ممکن ہے کہ اس کمیٹی کے پاس اس دعوے کے کچہہ دلائل ہی ہون۔ ایسا ہی وطن کے ہمزبان اصحاب کے نزدیک ایڈیٹر زمیندار کا وجود ملک و قوم کے لئے سخت خطرناک ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔ اس جماعت کے پاس ہی دلائل ہین۔ ہم ہر دو معزز ین کے ادعا کو غلط یا صحیح کہنے کے لئے ابہی تیار نہین اسوقت ہم صرف یہ بتانا چاہتے ہین کہ مسٹر ظفر علیخان اور مولوی انشاء اللہ صاحب حقانی کا ایک زمانہ مین ایسا باہمی اتحاد و ارتباط تہا جیساکہ مسٹر دہرمپال اور مہاتما منشی رام جی کا کسی زمانہ مین۔ اور آج اسی طرح کی ناچاقی انہین دونون دوستون مین ہے جیسی کہ آجکل لالہ منشی رام اور دہرمپال مین۔ دہرمپال کے ساتہی اور خود دہرمپال منشی رام اور ان کے گروکل کو ایسا ہی ملک و قوم کیلئے سخت خطرناک ثابت کرتے ہین جیساکہ ایڈیٹر صاحب وطن زمیندار کو اور لالہ منشی رام اور اونکے مداح مہاشہ دہرمپال کو جسطرح خود غرض۔ حاسد۔ مکار وغیرہ کے خطاب آج عطا فرما رہے ہین۔ ویسے ہی زمیندار اور ان کے ہمخیالون کی طرف سے وطن کو بے داموں مل رہے ہین۔ اس جنگ کی شان نزول زمیندار کا کرم آباد سے ہجرت کر کے مولوی انشاء اللہ صاحب کے وطن مین تشریف لانا ہے اگر ظفر علیخانصاحب اس غریب الوطنی مین دہقینون سے بڑھکر اپنا لنگ نہ جماتے تو غالبًا اہل وطن کو ناگوار نہ گذرتا۔ مگر آپ نے زیادہ پاؤن پہیلاکر بہت سے حصہ زمین پر قبضہ کرنا شروع کیا جس کا لازمی نتیجہ تہا کہ شفیع الٰہین اور اپنا حق شفع ثابت کر کے مقبوضہ اراضی کو واپس لین اگرچہ بازاری دکانون پر کسی کا شفیع نہ چل سکتا ہو مگر کوشش تو ضروری ہے۔ اس پر ہی بحث کا خاتمہ نہین ہوا تہا کہ آپ نے پرانی عمارتون پر جدید تعمیر نئی نئی گلکاریون سے مزین کر کے شروع کردی جسکا مصالحہ حسب ضرورت جنگ اٹلی و ٹرکی سے آپکو ہم پہونچا دیا تہا۔ غرض آپکی ان زیادتیون نے پرانی نقاشی کو بہی مات کر دیا تو لازمی طور پر جدت پسند طبیعتون کو آپ کی یہ گلکاری بہت بہائی اور ایک پرجوش مگر بے ضرورت جماعت کا مسلمانون مین اچہا خاصہ اضافہ ہو گیا۔ یہ بحث الگ ہے کہ ایسا گروہ جو آپکی آبپاشی سے سرسبز و شاداب ہوا ہے اسلام اور اہل اسلام کیلئے مفید ہے یا نہین۔ البتہ اس نو تعمیر جماعت سے آپکا

زبانی زیادہ گرم کم برا نہہ دیا اور آپ کے مزعومی رقیبون کو اشک کی طرح آنکھون سے گرانے اور انکا مرتبہ گھٹانے مین قلمی و لسانی بہت زور لگایا جس مین ایک حد تک وہ کامیاب بھی ہو گئے زمیندار کی ضمانت ہوئی۔ کوئی عجیب بات نہ تھی۔ اس سے پہلے یہ روز بہت اخبارون پر آچکا تھا۔ باستثنائے غیر مسلم پرچون کے مسلم اخبار مجدد، شحنہ ہند، بمبئی پنچ، ایڈورڈ گزٹ، البلاغ، الحق پر یہ حادثہ گذرا اول الذکر تو راہی عدم ہوئے صرف الحق محض خدا کے فضل سے بقید حیات موجود ہے ہم نے ان پرچون کی ضمانتون پر اچھی طرح سے مسلمانون کے جوش اور جوش دیکھے ہین۔ اور اخبارات نے بھی جس قدر اظہار ہمدردی کئے تھے وہ بھی نظرون سے گذر چکے ہین۔ اسلئے ہم بلا خوف تردید یہ کہنے کی جرأت کرتے ہین کہ مذہبی غیرت و حمیت کا تو ذکر درکنار قومیت کا پاس بھی ان عوام و خواص مین ہم نے نہین پایا۔ زمیندار کی ضمانت پر مسلمانون کا دہن بکف ہونا یا بقول ایڈیٹر صاحب وطن سربکف ہونیکی آرزو کرنا بجز وقتی اور فوری جوش کے کسی نیک نیتی یا حمیت مذہبی یا قومی پر محمول نہین ہے یہ صرف نوخیز جماعت کا ابال ایڈیٹر صاحب زمیندار کی انشار دلربا و مضامین بامزا کی کشش ہے یا اگر بیجا نہ سمجھا جاوے تو دہڑے بندی کی اینچ ہے اور کچھ نہین۔ مگر کچھ بھی ہو آستین تنگ نہین کہ زمیندار کی طرفدار ایک انتہا پسند جماعت ضرور ہے جسکے بھروسہ پر ایسی ضمانت کوئی بارگران نہین ہو سکتی بلکہ ایک طرح سے مفید ثابت ہو گی۔ چاہے کسی کے لئے مضر و غیر مفید ہی کیون نہ بن جائے۔ سردست تو صورت منافع ہے۔ ہم ایک منٹ کے لئے بھی اس امر کو باور کرنیکے لئے تیار نہین ہین۔ کہ جو جلسے ناراضگی از ضمانت یا ہمدردی زمیندار کے جا بجا ہو رہے ہین وہ کسی معقولیت پر مبنی ہین۔ میرے دونون ہمعصر زمیندار اور وطن برانہ مانین تو اتنا عرض ادا کر دون کہ ایک دوسرے کے گرانیکی کوشش چھوڑ کر آپ دونو حضرات ضدیت کو ترک کر کے صراط مستقیم پر آجاوین ہمعصر وطن پر جو الزام ضمیر فروشی یا زمیندار سے حسد کا بعض ہمعصرون کی طرف سے لگایا جاتا ہے۔ اسکی تردید واقعات سے کرین مگر احسن طریق سے اور ہمعصر زمیندار انتہا پسندی کو چھوڑ کر جو مسلمان کہلانیوالے کے حق مین کسی طرح بھی مفید نہین اعتدال کو پسند فرمائین تو قوم پر احسان ہے۔ وما علینا الا البلاغ

ہمعصر افغان نے اپنی تازہ اشاعت مین جس رائے کا وطن اور زمیندار کے متعلق اظہار کیا ہے اسکے متعلق تو ہم کسی ریمارک کا حق نہین رکھتے۔ آزاد رائے کا ہر شخص اظہار کر سکتا ہے لیکن جس عنوان اور سرخی سے آپ نے اپنی رائے کو مزین فرمایا ہے وہ سخت قابل اعتراض ہے ایک مسلمان اور غیور مسلمان کا یہ دل گردہ نہین ہوتا چاہئے کہ وہ "توری وکدو۔ لعنت برہر دو" جیسے نامعقول اور قابل اعتراض فقرہ سے اپنے مضمون کو زیب دے۔ کدو کے متعلق احادیث مین آیا ہے کہ سیدنا و مسیدنا ولد آدم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کدو کو بہت پسند فرماتے تھے اور نہایت شوق سے تناول کرتے تھے۔ پس ایسی متبرک حلال اور پسندیدہ و مفید پیداوار پر لعنت بھیجنا قابل اعتراض ہے۔ امید ہے کہ میرے معزز دوست ایڈیٹر صاحب افغان جن سے مجھے جسمانی ملاقات کا بھی شرف حاصل ہے اس دوستانہ نوٹ کو کسی عناد پر محمول نہ فرما کر دانستہ یا نادانستہ جس سرخی کو وہ نقل کر چکے ہین اس کی تردید فرما دینگے۔

مسلمانان ہند و ترکی کے تجارتی تعلقات

ہمارے مکرم و محترم معاصر مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر قادیان نے بعض ترکی عمائد سے اس بارہ مین خط و کتابت کی تھی کہ ہندی و ترکی مسلمانون کے درمیان تجارتی تعلقات قائم ہون اور بالخصوص ترکی ٹوپیون کے متعلق تحریک کی گئی تھی۔ اس سلسلہ مین مفتی صاحب موصوف کو ایک ترکی تاجر کا خط موصول ہوا ہے۔ ہم اس کا کچھ اقتباس درج کرتے ہین جو امید ہے کہ انشاء اللہ خالی از دلچسپی و فائدہ نہ ہوگا خصوصاً ان تجارت پیشہ احباب کے حق مین جو مقدرت کے علاوہ اولوالعزمی و ہمت اور کچھ قومی ضروریات کا احساس بھی رکھتے ہین۔

ایک معزز ترکی جنٹلمین مقیم لندن سے پتہ لگا۔ کہ مسلمانان ہند ہمارے ساتھ تجارتی تعلقات پیدا کرنے کے بڑے خواہشمند ہین۔ کیونکہ بحالت موجودہ یہ دیکھکر سخت افسوس ہوتا ہے کہ ان دونون ملکون (ترکی و ہندوستان) کے درمیان کوئی ایسا رابطہ اور تعلقات نہین ہین۔ ترکون نے اس نیک تحریک کا بڑی گرمجوشی سے خیر مقدم کیا ہے اور بحیثیت ایک ترک مسلمان ہونیکے مین خود بھی اس تحریک کا تہ دل سے ہمدرد و موید ہون اور چونکہ حسن اتفاق سے میری پوزیشن سلسلہ مجوزہ مین سہولتین پیدا کر سکنے کے مناسب حال واقع ہوئی ہے اسواسطے سردست مین ہی آگے بڑھتا اور چند ضروری امور گذارش کرتا ہون۔ مین فیض کیپ کی وساور مین جو ممالک غیر کو جاتی ہے کام کرتا ہون اور میرے شریک جلال بے قسطنطنیہ کے ایک مشہور ٹریڈر و کمیشن ایجنٹ ہین انکا پتہ یہ

51-53 Generale H[illegible] Galata Constantinople

مین خود ایک دو مہینے مین روانہ قسطنطنیہ ہونیوالا ہون مگر اپنے شریک جلال بے کو مین نے اس تحریک کی بابت پہلے ہی لکھدیا ہے۔

سب سے اول مین یہ معلوم کرنا چاہتا ہون کہ ترکی ساخت کی کون

کونسی اشیاء فی الحال ہندوستان مین کھپ سکتی ہین؟ لنڈن کے ایک دو ہندی مسلمانون سے یہ تو مین سن چکا ہون کہ مسلمانان ہند اصلی ٹرکی ٹوپیون کے بہت خواہشمند ہین اسوقت جو ترکی ٹوپیان وہان دستیاب ہوتی ہین سب کی سب اٹلی یا آسٹریا کی بنی ہوئی ہوتی ہین، حالانکہ اصلی ٹرکیش فیض کیپ سے یہ داموں مین گران ہوتی ہین اور عمدگی مین گھٹیا۔

اگر آپ لوگ ہمین یہ بتلا سکیں کہ آپ کے ہان سال بھر مین تقریباً کتنی تعداد ان ٹوپیوں کی خرچ ہو سکتی ہے تاکہ یہان کے دستکار انکی تیاری بھرسانی کا بندوبست کر سکیں تو مین اور میرے شریک، دوست انکی برآمد کا انتظام واہتمام بڑی خوشی سے کرنیکو حاضر ہین۔

ہمکو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ ہندوستان مین کون کونسی فرمین ترکی ٹوپی کا بڑے پیمانہ پر کاروبار کرتی ہین تاکہ ہم انہین اپنے نمونے اور نرخنامے وغیرہ بھیجین۔

فیض کیپ کے علاوہ یہان سے ترکی تولئے (چھوٹے بڑے) قالینین دریان اور ریشمی مصنوعات بھی ہمیشہ بڑی معقول تعداد مین بیرونجات کو جاتی رہتی ہین۔ کیا ان چیزون کی بھی آپکے ہان بہت مانگ ہے؟ جو جو سوداگر یا آڑہتی یہان اشیاء مذکور کا بیوپار کرتے ہین۔ مین آپ کو ان سے بھی بطیب خاطر انٹروڈیوس کرا دونگا۔

ہمین یہ پتہ لگتا ہوا تھوڑی معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی کون کونسی مصنوعات ٹرکی مین بکثر فروخت ہو سکتی ہین؟ پھر ہم اپنے ہان کے آڑہتیان اشیاء درآمد سے انکی بابت سعی سفارش کر سکتے ہین۔

امید ہے کہ یہ تحریک کامیاب ہوگی اور طرفین کے لئے سودمند و بابرکت ہوگی۔"

سر آغاخان کی تکفیر

کے عنوان سے معجز وکیل امرتسر ایک فتوے کا خلاصہ درج کیا ہے جو انگریزی مین طبع ہوکر کلکتہ سے ہز ہائینس آغاخان کے کفر پر شایع ہوا ہے۔ چونکہ وہ تمام فتوے دلچسپ ہے اسلئے ہم اسکو ذیل مین نقل کرتے ہین وہو ہذا

"کلکتہ سے انگریزی مین ایک مطبوعہ فتوے شایع ہوا ہے جس مین ہز ہائینس سر سلطان محمد شاہ آغاخان بہادر کی تکفیر کی گئی ہے استفتا یہ ہے کہ ایک ایسے شخص کے باب مین اسلام کا حکم کیا ہے جو اپنے پیرون سے مندرجہ ذیل نماز و دعا مانگنے کے لئے پڑھواتا ہو۔ (۱) یہ شخص مسلمان ہے یا کافر؟ (۲) یہ بات اسلام کی تقویت کا باعث ہے یا ضعف کا موجب ہے؟ (۳) مسلمانون کو اس شخص کی دینی یا دنیاوی رہنمائی کا اتباع کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

ان سوالات کے بعد دکھایا گیا ہے۔ کہ آغاخانی فرقہ حسب ذیل طریق پر نماز پڑھا کرتا ہے۔

"نماز پڑھو۔ نماز پڑھو۔ نماز پڑھو۔ خدا تمہین برکت دے۔ خدا کا نام لو۔ خداوند شاہ علی تمہین ایمان اور اخلاق دے۔ اے شاہ! میری شام کی نماز اور دعا قبول فرمائے مین اس حق کا واسطہ دیتا ہون جو تجھے حاصل ہے۔ اے ہمارے آقا آغا سلطان محمد شاہ۔"

اسکے بعد سربسجود ہو جاؤ۔ اگر رات کی نماز ہے تو یون کہو "میری شام اور رات کی دعا ہین" اور اگر صبح کی نماز ہے تو اس طرح کہنا چاہئے "میری شام کی رات کی اور صبح کی دعائین" دوبارہ تسبیح پڑھو اور سجدہ کرو۔ اور مندرجہ ذیل ورد پڑھو "مین اپنے گناہون پر نادم ہون۔ مین اپنے گناہون پر نادم ہون۔ مین سراسر پا بتقصیر گناہگار بندہ ہون۔ اے غفور رحیم شاہ میرے گناہ معاف کر۔ پیر تیری عبادت کرتے ہین۔ بندہ دعا مانگتا ہے اے سچے شاہ تو منظور کرنیوالا ہے۔ مین شاہ کے اس فرمان کو بسر و چشم منظور کرتا ہون جو پیر کے ذریعہ مجھکو ہو چکا ہے" یہ کہکر تسبیح کو زمین پر رکھدو اور مفصلہ ذیل ورد کرو۔

"اشہد۔ سبحان اللہ۔ الحمد للہ۔ لا الہ الا اللہ۔ اللہ اکبر۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم الرحمان ذی الجلال والاکرام۔ ان صفات کاملہ سے موصوف قدوس قادر مطلق خدا ایران کے ضلع چاندیہ مین انسانی صورت لئے ہوئے ستتر پیرون (اسلاف) کے اصلاب سے نکلا۔ اڑتالیسوان امام دسوان نکلنکی اوتار۔ ہمارا خداوند آغا سلطان محمد شاہ داتا" اسکے بعد پھر سجدہ کرو اور یہ کہو "حق شاہ" (یعنی اے شاہ تم سچے ہو) پھر "دستنو" کے اسلاف اور شاہ کے خلفاء اور قائم مقامون کے اسماء گرامی کا وظیفہ پڑھو۔

دستنو کے اسلاف کے نام یہ ہین۔

شاہ کے خلفاء ابو طالب علی کی اولاد حسب ذیل ہین۔

(۱) ہمارا سچا خداوند شاہ علی
(۲) " " " شاہ حسین
(۳) " " " شاہ زین العابدین
(۴) " " " شاہ محمد باقر
(۵) " " " شاہ جعفر صادق
(۶) " " " شاہ اسماعیل
(۷) " " " شاہ محمد بن شاہ اسمعیل
(۸) " " " شاہ وفی احمد

(۴۷) " " " شاہ آغا علی شاہ

(۴۸) " " " " شاہ آغا سلطان محمد شاہ داتا

اس کو موجودہ امامت کا مالک خداوند زمان ۔ امام ۔ شیخ المشائخ امامت کی قوت رکھنے والا اعتقاد کرو ۔ آغا سلطان محمد شاہ داتا ہمیشہ کروڑون انسانون کا دستگیر ۔ موجودہ امامت کا مالک ۔ اے شاہ اس حق کے واسطے جو تجھ کو حاصل ہے ۔ اپنے حضور مین میری دعا منظور فرمائے ۔ اے ہمارے خداوند آغا سلطان محمد شاہ ۔"

اس ترکیب نماز کو پیش کر کے قسطنطنیہ کے شیخ الاسلام کیطرف سے تینون سوالات کے متعلق حسب ذیل جواب نقل کئے گئے ہین (۱) کافر ہے (۲) ضعف کا موجب ہے (۳) پہلے دونون جوابون سے استنباط ہو سکتا ہے ۔ اس فتوے پر بحیثیت شیخ الاسلام کے ضیاء الدین آفندی کے دستخط ہین ۔ شیعی مجتہد حضرت آخوند خراسانی و آقا میرزا سید محمد کاظم مرحوم مجتہد نجف اشرف کی جانب سے یہ جواب دئے گئے ہین کہ (۱) ہان یہ شخص کافر مرتد ہے (۲) اسلام کے لئے اس شخص کا وجود خطرناک ہے (۳) جو لوگ اسکو اپنا رہنما و لیڈر بناتے ہون وہ جہنم کے اسفل السافلین مین داخل ہون گے ۔"

وکیل کا غیور مسلمان ایڈیٹر بالفاظ ذیل اس فتوے کی تردید کرتا ہے کہ

تکفیر بے بنیاد ہے

"ہماری رائے مین یہ فتوے ناقابل اعتماد ہے اس لئے کہ لا الٰہ الا اللہ و محمد رسول اللہ کے سچے اعتقاد پر مبنی ہے ۔ آغاخانی نماز کی کیفیت مذکورہ بالا سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ اس طریقہ کے پیرو اپنے پیشوا کو خدا کا اوتار مانتے ہین بے شک یہ عقیدہ سخت قابل اعتراض ہے ۔ مگر اس سے خدا کی الوہیت اور پیغمبر کی رسالت مین فرق نہین آتا ۔ آغاخانی گروہ بھی خدا کو معبود مطلق و پروردگار برحق وحدہٗ لاشریک لہٗ مانتا ہے ۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا بھی منکر نہین ہے ۔ لہذا قرآن کریم کی اس تعلیم کے مطابق کہ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ اس گروہ کو دائرہ اسلام سے خارج نہین کیا جا سکتا ۔ مسلمانون مین تفریق پیدا کرنے کے لئے یہ فتوے آجکل عام طور پر تقسیم کیا جا رہا ہے لیکن کسی ہوش مند مسلمان کو اس پر التفات کرنے کی ضرورت نہین ہے ۔ البتہ ہز ہائینس سر آغاخان بہادر کو نہایت ضروری ہے کہ اپنی پیشوائی کو معیار حقیقت پر لانے کے لئے قرآن کریم کو پیشوا بنائین اور اس کے مقدس تعلیمات سے الگ نہ ہو جائین ۔"

تکفیر کی پختہ بنیاد ہے

دھرتا اک ایک مسلمان اور قومی لیڈر ی

کے مدعی نے باوجود استفسار مین آغاخانی فرقہ کا یہ عقیدہ درج کیا گیا ہے کہ "اشہد سبحان اللہ ۔ الحمد للہ ۔ لا الٰہ الا اللہ ۔ اللہ اکبر ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم الرحمان ذی الجلال والاکرام ۔ ان صفات کاملہ سے موصوف قدوس قادر مطلق خدا ایران کے ضلع چالدیہ مین انسانی صورت لئے ہوئے ستر اسلاف سے اصلاب سے نکلا ۔ ہمارا خداوند آغا سلطان محمد شاہ داتا ۔ اے غفور رحیم شاہ میرے گناہ معاف کر بندہ دعا مانگتا ہے ۔ اے سچے شاہ تو منظور کرنیوالا ہے ۔ اے شاہ ! میری شام کی نماز اور دعا قبول فرمائی ۔" پھر بھی یہ رائے ظاہر کی کہ یہ گروہ دائرہ اسلام سے خارج نہین ۔" تو رامچندر و کرشن مہاراج کو اوتار ماننے والے اور خداوند یسوع مسیح کو آقا پکارنیوالے بھی داخل اسلام سمجھے جانے چاہئین ۔ شاید ہمارا معزز معاصر یہ کہے کہ ہندو اور عیسائی محمد الرسول اللہ نہین مانتے تو آغاخانی عقائد مندرجہ استفسار مین بھی کسی جگہ آنحضرتِ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ذکر نہین ہے جس سے سمجھا جا سکتا کہ وہ مومن بالرسول ہین ۔ قبل ازین انہین صفات کاملہ سے موصوف قدوس قادر مطلق یروشلم کے ناصر گانون سے انسانی صورت لیکر نکلا تھا ۔ اور اب دوبارہ ایران کے ضلع چالدیہ سے نمودار ہوا اگر چالدیہ والے انسان خدا کو مان کر بھی ایک شخص مسلمان رہ سکتا ہے تو ناصرہ والا تو ایک صادق نبی اور رسول برحق تھا ۔ اس کی خدائی سے انکار اور اسکو خدا ماننے والون کے کفر کا کیون اقرار ہے ۔

کیا قرآن مجید مین یہ آیت نہین ہے ۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم ۔ یعنے تحقیق وہ لوگ کافر ہین جو مسیح کو خدا کہتے ہین ۔ کیا قرآن شریف مین یہ نہین فرمایا ۔ والذین یدعون من دونہ لا یستجیبون لھم بشیء الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ وما دعاء الکفرین الا فی ضلال ۔ یعنے مشرک جن کو سوائے خدا کے پکارتے ہین اور ان سے حاجات طلب کرتے اور دعائین مانگتے ہین وہ تو انکی کوئی دعا بھی قبول نہین کر سکتے یاد رکھو کہ ایسے دعائین مانگنے والے کافر ہین اور کافرون کی دعائین بجز گمراہی کے اور کچھ بھی نہین ہم امید کرتے ہین کہ معزز معاصر اپنے رائے ناصواب کو جلد واپس لینگے یا بدلائل شرعی ان معتقدات کے ماننے والون کا مسلمان ہونا بتائینگے ۔

استفسارات

بخاری شریف مین آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ باتون مین مین باقی انبیاء سے ممتاز ہو کر خاص ہون ۔ منجملہ ان پانچ کے ایک یہ بات بھی بیان فرمائی کہ مجھ سے پہلے جسقدر انبیاء آئے صرف خاصتہً اپنی اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے اور مین تمام دنیا کیلئے آیا ہون لیکن قرآن مجید مین حضرت سلیمان علیہ السلام کا قصہ بظاہر اس کا مخالف ہے ۔ چنانچہ حضرت سلیمان لشکر کا جائزہ لیتے ہین تو ہدہد غائب ہے آپ سزا کا عہد کرتے ہین ۔ وہ آتا ہے ۔ اور بیان

کرتا ہے کہ حضور دنیا میں ایک ایسا ملک ہے جس میں ایک عورت حکومت کرتی ہے اور وہ اور اس کی قوم سورج کی پرستش کرتی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں اچھا تیرے سچ اور جھوٹ کا ابھی امتحان ہوا جاتا ہے جا یہ خط لیجا دیکھ کیا جواب دیتی ہے خط میں تحریر ہے کہ مسلمان ہو جاؤ۔ وہ وزیروں امیروں سے مشورہ کرتی ہے آخر تحائف بھیجے جاتے ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام واپس کر دیتے ہیں۔ اور جنگی مہم کی دھمکی دیتے ہیں۔ الغرض اس کا تخت لایا جاتا ہے اور بعد ازاں وہ بھی آتی ہے اور اقرار کرتی ہے کہ میں اور میری قوم تو یہاں پہنچنے سے پہلے ہی اسلام سے آشنا تھے۔ وکنا مسلمین ۔ پھر قرآن مجید فرماتا ہے۔ وصدہا ماکانت تعبد من دون اللہ۔ یعنے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس عورت کو تبلیغ کر کے دین الٰہی میں داخل کرایا پھر وہ اپنے اسلام کا اقرار کرتی ہے واسلمت مع سلیمان للہ رب العالمین۔ اب سوال یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بنی اسرائیل کے نبی ہیں۔ ان کو بنی اسرائیل کے سوا اور کسی قوم کی طرف مبعوث نہیں کیا گیا اور وہ عورت المعروف بہ بلقیس بنی اسرائیل میں سے نہیں بلکہ وطناً اور نسلاً عرب میں سے ہے کہ حضرت سلیمان ع کو اس کا اور اسکی قوم کا علم ہی نہیں کہ وہ بھی روئے زمین پر آباد ہیں یا نہیں جیسا کہ ہدہد کہتا ہے احطت بما لم تحط بہ یعنے اس قوم کا حضور کو علم نہیں پھر حضرت سلیمان اسے اور اسکی قوم کو بلاتے ہیں۔ اور اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں وہ مشورہ کے بعد آتے ہیں اور مسلمان ہو کر اپنے اسلام کا اقرار کرتے ہیں اور صدھا ما کانت تعبد من دون اللہ سے پتہ لگتا ہے کہ اسلام کی تعلیم اور تبلیغ حضرت سلیمان ع نے ان کو تو فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کونسی خصوصیت رہی اور اس حدیث کا کیا مطلب ہے۔ ایڈیٹر اہلحدیث اور سکرٹری صاحب انجمن مجاہدین خفیہ خصوصیت سے جواب دیں۔

ظہر الحق

بنگالیوں کی دلجوئی

اور

آریہ مسافر کی یاوہ گوئی

زیر پا نشانہا بود گاؤ زر گر ابد دیدہ صد زیور بارہ بیند و عاقل بگذرند

مجھے اتفاق سے آریہ مسافر کا ضمیمہ آریہ مسافر ملا جس میں اس تحریر النفس آریہ سماجی نے بہت سی جلا وجہ بد زبانی کے بعد حضرت امامنا و مرشدنا مسیح موعود کی پیشین گوئی درباره بنگالیوں کی دلجوئی پر اپنی جبلی عادت سے زبان طعن دراز کر کے احمدی قوم کی سخت دلازاری کی ہے کاش یہ گمراہ مسافر خدا کے خوف سے ڈرتا اور اپنے چالباز سوامی کی طرح دوسروں کو بھی چالباز نہ جانتا۔ اور آج ہم سے اپنے پر دھوکہ پھڑواتا۔ مردہ مذہب کا پرستار اگر خدا کے الہام کا انکار کرے تو کوئی تعجب کی جگہ نہیں مگر سا نہ بیحیائی سے جو گالیاں دیں ہیں وہ اس کی فطرت خبیثہ کا پورا پورا نقشہ ہے۔ جسکے گرو نے رشی مہارشی بننے کے لئے سینکڑوں فریب کئے اگر وہ کسی سچے خدا کے برگزیدہ پر افترا کرے تو کوئی انوکھی بات نہیں۔ لیکن وہ یاد رکھے کہ عوعو کرنے سے کبھی نور ماہتاب کم نہیں ہو سکتا۔

مسافر گمراہ نے جو تردید الہام ربانی میں دلائل پیش کئے ہیں وہ خود تائید میں ہیں چنانچہ جو شخص اس کے اس ضمیمہ کو پڑھیگا وہ فوراً ہمارے بیان کی تصدیق کریگا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ترمیم اور تنسیخ میں گمراہ کچھ فرق جانتا ہی نہیں حالانکہ ترمیم کے معنے ہیں کسی حکم کی مناسب اصلاح کرنا جسے انگریزی میں amendment کہتے ہیں اور اس صورت میں اصل حکم بحال رہتا ہے صرف اس میں کچھ تغیر و تبدل ہوتا ہے۔ اور تنسیخ میں اصل حکم بالکل توڑ دیا جاتا ہے جسے انگریزی میں cancellation کہتے ہیں۔ اس صورت میں حکم اول بالکل ہی نہیں رہتا اور یہ ضروری نہیں کہ اول حکم کی بجائے کوئی نیا حکم لایا جاوے غرض ترمیم تو ایک حصہ پر اثر کرتی ہے اور تنسیخ کل پر۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ بنگال کی تقسیم کی تنسیخ ہوئی یا ترمیم سو اس پر بیرونی دلائل کی ضرورت نہیں خود مسافر لکھتا ہے۔

”تقسیم بنگال کی ترمیم کی بابت یہ صاف کہا جا رہا ہے“ کہ مرزا کے الہام کے مطابق یہ خدا کی طرف سے ہوئی ہے × × × مرزا کے پیرو اس ترمیم سے وہی معنے لے رہے ہیں جو کہ ترمیم کے لئے جانے چاہیے اور اس ترمیم کو ہی بنگالیوں کی دلجوئی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔“ (ضمیمہ مذکور صفحہ ۶)

”اور ترمیم کو مرزا کے الہام پر مبنی قرار دینا کہاں کی ایمانداری ہے“ (ضمیمہ مذکور صفحہ ۶-۷)۔

مسافر قائل ہے کہ تقسیم بنگال کی ترمیم ہوئی پس اب اگر مرزا صاحب کی پیشگوئی کا یہی مدعا ہے تو اس پر احمدیوں کو بے ایمان کہنا کونسی ایمانداری ہے (قربان آریہ ایمانداری ہو سکتی ہے) مسافر کو چاہیئے کہ وہ اصل الہام ربانی کو پڑھے جو یہ ہے ”پہلے بنگال کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا۔ اب انکی دلجوئی ہوگی“ اور پھر دیکھے کہ کیا بنگالیوں کی دلجوئی ہوئی یا نہیں بنگالی معترف ہیں کہ دلجوئی ہوئی

گورنمنٹ کے گزٹون مین بھی یہی لکھا گیا کہ بنگالیون کی دلجوئی کے لیے ترمیم کی گئی اگر مسافر انکار کریگا تو ہم اصل عبارتین نقل کر کے دکھا دینگے۔ پس جو کچھ الہام الٰہی مین ہے وہ تو پورا ہو چکا ہے لہذا یہ ایک زبردست نشان ہے جو شاہ انگلستان کے ہاتھون پورا ہوا اور گمراہوں کو اس سے زندہ خدا کا پتہ ملتا ہے۔ بشرطیکہ وہ ہدایت پانا چاہتے ہون ورنہ جو خود ہی گمراہ رہنا چاہتا ہے اس کا کوئی علاج نہیں ہے اور یہی حالت ہے جسے خدا نے دلون کی مہر سے تعبیر کیا ہے جس پر گمراہ اکثر معترض ہوا کرتا ہے۔

ریویو آف ریلیجنز مین حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے نے سر فلر کے استعفا دینے پر ستمبر ۱۹۰۶ء کے ریویو مین لکھا تھا کہ:-

"۱۱ فروری ۱۹۰۶ء کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے خبر پا کر مسیح موعود نے اس امر کا اعلان کیا کہ اس حکم کے متعلق جو کچھ ہو چکا ہے اب گورنمنٹ صرف ایسا طریق اختیار کریگی جس سے بنگالیون کی دلجوئی ہو جسکا یہ صاف مفہوم ہے کہ جو خیال لوگون کے دلون مین ہین وہ تو نہیں پورے ہونگے بلکہ ایک ایسا طریق اختیار کیا جاویگا۔ جس سے تقسیم بھی منسوخ نہ ہو اور اہل بنگال کی دلجوئی بھی ہو جاوے۔" (ضمیمہ صفحہ ۱۴)

اس پر اب مسافر اعتراض کرتا ہے کہ الہام الٰہی کا منشا وہ تھا جو اوپر کی عبارت مین بیان ہوا خصوصاً وہ فقرہ جسکے اوپر ہمنے خط کھینچا ہے لہذا مرزا صاحب کا تو یہ الہام تھا۔ کہ تقسیم منسوخ نہ ہوگی اور معاملہ اسکے برعکس ہوا۔ مگر یہ مسافر کو صرف ایک دہوکا لگا ہے۔ ہم خود دیکھتے ہین کہ گورنمنٹ نے تقسیم بنگال کو منسوخ نہیں کیا بلکہ ترمیم کیا ہے جسے مسافر نے سمجھا ہی نہیں اور یہی وہ طریق ہے جس سے بنگالیون کی دلجوئی ہوئی جیسے کہ مولوی محمد علی صاحب نے بیان کیا تھا جسپر نہ صرف گمراہ مسافر نے لوگون کو دہوکہ دینا چاہا ہے بلکہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے بھی اسکے نقش قدم پر چلکر اہلحدیث مین یہی لکھکر لوگون کو دہوکہ دیا ہے اور میرا خیال ہے کہ مسافر کے مضمون سے ہی اہلحدیث نے حصہ لیا ہے۔

کسقدر ظلم ہے کہ جب یہ پیشین گوئی شایع ہوئی تو آریہ سماجی اخبار اور مولوی ثناء اللہ سب کے سب اس پیشین گوئی کا مفہوم یہ سمجھتے رہے ہے کہ تقسیم بنگال منسوخ ہو جائیگی۔ اور اسی پر مرزا صاحب کو ہمیشہ طعنہ دیتے تھے کہ بنگالیون کی خوب دلجوئی ہوئی کہ وائسرائے سے بھی انکو جواب مل گیا ہے کہ وہ حکم نہ بدلیگا۔ لیکن آج اپنی مطلب براری کیلئے خود اپنے ہی مفہوم پیشین گوئی کو چھوڑ بیٹھے اور لگے حیلے بہانون سے تکذیب کرنے۔ ایمانداری تو یہ تھی کہ جب الہام سے اسوقت مخالفون نے تقسیم کا منسوخ ہونا سمجھا تھا تو آج اس ترمیم کو جسے وہ تنسیخ کہتے ہین۔ پیشین گوئی کا پورا ہونا تسلیم کرلین۔

مسافر اور اہلحدیث نے لکھا ہے کہ چونکہ سر فلر کے استعفا دینے پر احمدیون نے اس پیشین گوئی کو پورا شدہ تسلیم کر لیا تھا تو پھر آج تقسیم بنگال کی ترمیم کو پیشینگوئی کا پورا ہونا کیون قرار دیا جاتا ہے۔ مگر مین کہتا ہون کہ اے ظالمو اسوقت بھی تم نے کہا یہ دلجوئی کیا ہے کچھ بھی نہیں اور نہ مانا۔ مگر آج جبکہ پیشین گوئی کامل طور پر پوری ہو گئی ہے تو پھر تمہین پہلا واقعہ سد راہ ہو گیا۔ خدا جانے تمہاری فطرتین کیسی مسخ شدہ ہین کسی طرح باز ہی نہین آتین۔ کیا یہ سچ نہین کہ سر فلر کے استعفا سے اہل بنگال کی ایک حد تک تسلی ہوئی اور اب شاہ مبارک کے حکم سے تقسیم بنگال کی ترمیم ہوئی تو بنگالیون کی پوری پوری دلجوئی ہو گئی۔ اور پیشین گوئی کا اصل منشا صرف یہ ہے کہ کچھ بنگالیون کی دلجوئی ہوگی اور ضروری ہوگی چنانچہ ایسا ہی ظاہر ہو گیا پھر انکار کیسا۔ فرض کرو ایک جنگ ہو رہا ہے اور اسوقت ایک شخص ایک فریق کے حق مین فتح کی پیشین گوئی کرتا ہے لیکن اتفاق سے اس کے بعد یہ فریق ایک دو میدانون مین شکست پاتا ہے تو پیشین گوئی کرنے والے کے دشمن خوش ہوتے ہین اور تمسخر سے کہتے ہین کہ لو خوب فتح ہوئی وہ صبر کرتا ہے۔ حتٰے کہ فتوحات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور جب فریق مخالف کو ایک میدان مین کچھ شکست آتی ہے اور فتح پانیوالا گروہ کچھ فتح پا لیتا ہے تو پیشینگوئی کرنیوالا اپنی پیشین گوئی کے پورا ہونیکا اعلان کرتا ہے۔ لیکن اسکے دشمن کہتے ہین۔ کہ یہ تو معمولی فتح ہے۔ تب کچھ عرصہ بعد فتح کامل ہو جاتی ہے تو پیشین گوئی کرنے والے کے ہمراہی بول اٹھتے ہین کہ لو اب تو مان لو آج پیشین گوئی کامل طور پر پوری ہو گئی۔ اب ان کے دشمن کہتے ہین کہ یہ پیشین گوئی تو پہلے ہی پوری ہو چکی ہے۔ مگر دوسرا گروہ کہتا ہے کہ پہلی فتح بھی اس پیشین گوئی کی تصدیق تھی اور یہ بھی لیکن مسافر اور اہلحدیث کہتے ہین کہ ہم تو نہین مانتے سو یہ معمولی بات ہے قرآن مجید ہمین بتاتا ہے کفار نے نشان پر نشان دیکھے مگر انکار ہی کرتے رہے۔ پھر اگر بنگالیون کی دلجوئی اسی طرح ہوئی جیسے الہام کا منشا تھا اور مکذبین نے انکار کر دیا تو کونسا نیا کام کیا۔ مگر مبارک ہے وہ انسان جو دل کا غریب ہے اور آلٰہی نشانون کو نہین جھٹلاتا اور مسافر اور امرتسری فاضل سن۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہمنے
کوئی دین دین محمد سا نپایا ہم نے
کوئی مذہب نہین ایسا کہ نشان دکھلائے
یہ ثمر باغ محمد سے ہی پایا ہمنے

الراقم عمر الدین احمدی از شہر جالندھر

عالم خبرین

ایران بقول طہرانی نامہ نگار ٹائمز ایرانی حکومت لارڈ ہارڈنگ سے اس امر پر بہت متردد ہو رہی ہے کہ اگر امن جلد قائم نہ ہوا تو گورنمنٹ ہند کو بوشہر کے انگریزی قونصل جنرل کی وساطت سے جنوبی ایران کے خود سر قبائل کا براہ راست تدارک کرنا پڑیگا۔ ایرانی حکومت کا خیال ہے کہ اس سے وہ کوشش بالکل بیکار ہو جائے گی جسے حکومت مذکور سویڈنی افسروں کے ذریعہ قیام امن کے لئے کام مین لا رہی ہے۔ اور کہ ایک سویڈنی افسر شیراز پہنچ گیا ہے۔ اور باقی افسر بھی ایک مسلح فوج لیکر پانچ دن تک وہان پہونچ جائین گے۔

جاپان مین بزبان جاپانی ہی الحمدللہ ایک اخبار تائید اسلام مین جاری ہو گیا ہے اسے جاپانی نو مسلم حسن لکھا نو صاحب نے بنام الاسلام جاری کیا ہے۔ اور سر دست ماہوار ہوگا۔ پہلا پرچہ چار صفحات کا ہے۔ نام جلی عربی حروف مین بھی درج کیا گیا ہے۔ جس کے نیچے پنج ارکان اسلام جاپانی مین لکھے گئے ہین۔ اس مین ایڈیٹر کی طرف سے تین مضامین بعنوان ذیل شایع ہوئے ہین۔ قومی سلطنت کا مذہب۔ شہنشاہ جاپان کا خطاب اپنے سپاہیون کو اور القرآن۔ بحری و بری افسران کے خطوط مذہب پر۔

روس سے بقول ایک امریکن اخبار کے جاپان نے سوا تین ارب روپیہ نقد بھی بطور تاوان جنگ مانگا تھا۔ اس پر زار نے تمام قومی سفرا کو دربار مین بلا کر کہا کہ اگر مجھے نقد تاوان دینا پڑا تو کل روس مین فساد کی آگ بھڑک اُٹھے گی جس سے باقی دنیا کا امن بھی مخدوش ہو جائے گا۔ اس سے باقی سلطنتین متاثر ہوئین اور جاپان کو کہہ سنکر شرائط صلح سے تاوانی مطالبہ نکلوا دیا۔

جہد یاس فتح ۸ مارچ کو استانہ سے اس مضمون کا تار موصول ہوا ہے کہ ۷ مارچ کو ترکون نے اطالیون کے درنہ کے مورچون پر حملہ کیا جس مین اطالیون کو دس مقتول اور آٹھ زخمیون کا نقصان اُٹھانا پڑا۔

اطالیون کا نقصان :- سرکاری اخبار بنام "بیروت" رقمطراز ہے کہ اطالیون کی بیروت پر گولہ باری کرنے کے موقعہ پر جہازون نے مدافعت کے طور پر اطالوی بیڑہ پر جو گولے پھینکے تھے۔ ان سے دو اطالین جنگی جہازون کا بہت نقصان ہوا۔ بحری سپاہیون کے چند آدمی مقتول اور مجروح ہوئے۔ آخر ان دونون جہازون کو مجبوری ساحل سے پیچھے ہٹنا پڑا۔

اطالین - لوگ جلا وطن کئے گئے۔ ہمارا نامہ نگار بیروت سے اطلاع دیتا ہے کہ حکومت عثمانیہ کے حکم کے مطابق اطالوی لوگ بیروت سے اپنا بستر بوریا باندھکر رخصت ہو رہے ہین۔ اکثر فرانسیسی جہاز پر روانہ ہو گئے ہین اور باقیماندہ بھی آجکل جانے والے ہین۔ ان مین سے بعض لوگون نے لبنان مین رہنے کا ارادہ کیا مگر وزارت عظمٰے نے جبل اسود کی کمشنری کے نام حکم صادر کیا ہے کہ جب تک جنگ ختم نہین ہوتی تب تک انہین لبنان مین داخل ہونے کی اجازت نہ دی جائے۔

صلح ہونی مشکل ہے اخبار ٹائمز رقمطراز ہے کہ ترکی یا اٹلی جو چال چل رہی ہے اس سے پایا جاتا ہے کہ یہ صلح کی طرف مائل نہین۔ اور جیسے اٹلی کو طرابلس سے جدا کرنا مشکل ہے۔ ویسے ہی یہ بھی یقینی بات ہے کہ اس مین اتنی جرات نہین کہ ترکون اور عربون کے مقابلہ مین میدان جنگ مین اترے اور اندرون ملک مین پاؤن رکھہ سکے۔ اب ڈر ہے کہ بلقان مین جو منصوبے ہو رہے ہین ان اور قوت نہ آ جائے۔ (المویدی)

درنہ ہمارے نامہ نگار نے میدان جنگ سے اس مضمون کا تار روانہ کیا ہے کہ حال مین درنہ کے قلعون کے پاس اطالیو اور مجاہدین کے مابین ایک اور معرکہ ہوا۔ جس مین اطالیون کے پندرہ سپاہی قتل ہوئے اور مجاہدین بخیر و عافیت اپنی کمین گاہ مین واپس آ گئے۔

کوئلہ کی ہرتال کی بدولت برطانیہ مین بیس لاکھہ مزدور بیکار ہین اور پچاس لاکھہ کی نوبت جن مین زن و بچہ بھی شامل ہین فاقہ کشی تک پہونچ گئی ہے۔ جا بجا غربا کے لئے لنگر کھولے جا رہے ہین۔ کوئلہ کی دوکانون پر اژدہام کی یہ حالت ہے کہ برنگہم مین ایک دوکان کے آگے چہہ ہزار خریدار پانچ گھنٹے انتظار مین کھڑے رہے۔ یورپ مین بھی سخت تنگی محسوس ہو رہی ہے۔ مزدورون کی انجمنون کا سرمایہ تقریباً ختم ہو گیا ہے۔ لیکن ابھی یقین سے کوئی نہین کہہ سکتا کہ ہرتال کب ختم ہوگی۔ برازیل کے تاجران کوئلہ کا بیان ہے کہ ان کا ذخیرہ ختم ہو گیا ہے۔

کلکتہ کے یورپین اخبارات کی مجلس نے نواب وزیر ہند کے بعض الفاظ پر جو تغیرات ہند پر پارلیمنٹ مین مباحثہ ہونے پر کہے گئے تھے۔ نہایت سخت اعتراض کرکے انہین اپنے حق مین سخت ہتک آمیز قرار دیا ہے۔ وہ الفاظ یہ تھے کہ اگر ان تغیرات کا علم پہلے ظاہر ہو جاتا تو شاید کلکتہ کے بعض انگریزی اخبارات کے متعلق قانون کی شدید ترین صورت سے کام لینا پڑجاتا۔ مجلس کا بیان ہے کہ اس عبارت سے مترشح ہو رہا ہے کہ انہین ان مفسدانہ پرچون کے برابر بنا دیا گیا ہے جنکا مدعا انگریزی حکومت ہند کی بیخکنی ہے۔ یہ اعتراض بذریعہ رزولیوشن وزیر اعظم انگلستان اور نیز لنڈن کی مجلس اخبارات کو بھیجا گیا ہے۔